



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



ڈاکٹر تسنیم رحمان

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، وہاڑی

فارسی شاعری: لفظی تصویر کشی سے تمثال کاری تک

Persian Poetry: From Pictorial Representation to Modern Figurative Imagery

Abstract

This article explores the nature of picturisation in Persian poetry and traces its development from early verbal imagery to modern symbolic representation. It shows how poetic expression gradually evolved in form and meaning across different literary periods. In the early phase of Persian poetry, poets like Roudaki demonstrated mastery in creating simple yet vivid verbal images. During the Samanid era, Daqiqi enriched epic poetry with dynamic and detailed descriptions. In the Ghaznavid period, Ferdousi's Shahnameh became a landmark of descriptive and imaginative writing, presenting a rich gallery of powerful imagery. Ansri's poetry from the same era also reflects lively and expressive visual descriptions, especially of nature, emotions, and battle scenes. In the Seljuk period, under the Iraqi style (Sabk-e Iraqi), poets like Omar Khayyam advanced poetic expression toward symbolic meaning. The works of Anwari and Nizami further transformed poetry into a refined collection of artistic images through rhetorical skill. In later periods, poets such as Saadi, Ameer Khusrau, Faizi, Urfi, and Naziri expanded both descriptive and symbolic imagery. In modern Persian poetry, influenced by global literary trends, there is a clear shift toward deeper symbolic and metaphorical representation, moving beyond simple picturization toward complex thematic expression.

Key Words: Persian poetry, pictorial Representation, imagery, symbolism, literary evolution



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



فارسی زبان کی موجودہ شکل تیسری صدی ہجری میں سامنے آئی۔ فارسی دراصل ایک آریائی زبان ہے۔ اس زبان کی تاریخ تقریباً 3300 ق۔ م سے ایران میں آریاؤں کی آمد سے شروع ہوتی ہے۔ اس کا ماخذ قدیم پہلوی زبان ہے۔ فارسی نے عربی الفاظ کو اپنے اندر سمو کر اپنی الگ حیثیت قائم کی۔ اب بھی اگر فارسی سے عربی الفاظ نکال دیے جائیں تو یہ پہلوی زبان کے بہت قریب ہو جاتی ہے۔

ایرانی ادب کا اولین سرمایہ ان کتبوں کو قرار دیا جاتا ہے جو کوروش اعظم اور داراے اعظم (۵۵۰ ق۔ م تا ۳۳۱ ق۔ م) کے دور حکومت میں پہاڑوں پر کندہ کیے گئے۔ ان کتبوں پر فاتحین کے قصے اور شاہی فرمان درج ہیں۔ ان تحریروں میں اس قدر شعریت ہے کہ انھیں قدیم ایرانی ادب کے نقوش اول کا درجہ حاصل ہے۔

ان کتبوں سے قبل زرتشت مذہب کی کتاب اوستا (۷۰۰ ق۔ م) کے مذہبی گیتوں میں ایرانی شاعری کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ ایران میں حقیقی معنوں میں شاعری کا آغاز عہدِ سامانیہ (۹۰۰-۹۹۸ء) میں ہوا۔ سامانی بادشاہ علم پرور اور شعر دوست تھے اور فارسی زبان کی ترقی میں دل چسپی رکھتے تھے۔ چنانچہ اس دور میں ادب و شاعری کو بڑی ترویج حاصل ہوئی۔ سامانی بادشاہ شاعروں اور ادیبوں کو ان کی تخلیقات پر انعام و اکرام سے نواز کر ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ عہدِ سامانیہ کے شاعر و روڈ کی کو فارسی شاعری کا ابولا با تسلیم کیا جاتا ہے، ان کے قصائد کی تشبیہات و استعارات، ندرت اور لطافت کے ساتھ موجود ہیں اور انھوں نے ان کے استعمال سے جا بجا لفظی تصویر میں کھینچی ہیں۔ مناظر قدرت کی نقشہ کشی ان کے کلام میں بہت زیادہ ملتی ہے، اس بنا پر مرزا مقبول بیگ بدخشانی لکھتے ہیں:

"روڈ کی کو تصویر کشی میں خاص ملکہ حاصل ہے۔" (1)

روڈ کی کے بعد اس عہد کے ایک شاعر مسعودی مروزی کو اس اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل ہے کہ انھوں نے فارسی میں سب سے پہلے مثنوی اور شاہ نامے کی صورت میں قدیم ایران کی منظوم تاریخ لکھی۔ اسی عہد کی مشہور شاعرہ رابعہ قزواری ہیں، جن کے کلام میں محاکات کے نمونے ملتے ہیں۔ اس دور کے عظیم شعرا میں ابو شکور بلخی، ابوالحسن شہید بلخی، ابو شعیب ہروی، ابوالحسن جوہاری، خبازی نیشاپوری، عمارہ مروزی، کسارہ مروزی اور ابو منصور دقتی ہیں۔ ان شاعروں میں سے ابو شعیب ہروی کی



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



شاعری میں محاکات کی مثالیں ملتی ہیں۔ عمارہ مروزی کے اشعار میں منظر کشی اور تصویر کاری کے نمونے دستیاب ہوتے ہیں۔

اس پہلو سے ان کے بارے میں ادب نامہ ایران کے مصنف رقم طراز ہیں:

"جہاں کہیں منظر کشی کا موقع آیا ہے، موزوں الفاظ و تشبیہات سے ہوبہ ہو تصویر کھینچ دی ہے۔" (2)

سامانی عہد کے مشہور شاعر ابو منصور محمد بن احمد دقیقی نے بھی مسعودی مروزی کے بعد شاہ نامہ لکھنے کا آغاز کیا۔ وہ تقریباً ایک

ہزار اشعار لکھ پائے تھے کہ قتل کر دیے گئے۔ مرزا مقبول بیگ بدخشانی کے مطابق دقیقی وہ پہلے شاعر ہیں جن کے ہاں میدان

جنگ کی معرکہ آرائی کی تصویر کشی ملتی ہے۔ (3) بعد میں فردوسی نے وہ ایک ہزار اشعار اپنے شاہ نامے میں شامل کیے اور دقیقی

کے انداز کو توسیع دیتے ہوئے انھوں نے منظر کشی اور واقعہ نگاری میں بر حمل الفاظ و تراکیب اور تشبیہات سے اپنے اشعار میں

جان ڈال دی۔ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ میں مرقوم ہے:

"فردوسی میدان جنگ کی منظر کشی میں بڑی مہارت کا ثبوت دیتا ہے۔" (4)

سامانی عہد میں ہی فارسی میں مرثیہ گوئی کا آغاز ہوا۔ اس عہد میں رودکی نے اپنی جوانی کا مرثیہ لکھا، جس میں انھوں نے اپنی جوانی

کے دنوں کی تصویر کشی میں شاعرانہ کمالات دکھائے ہیں۔

اس کے بعد عہد غزنوی آتا ہے جو ۱۱۸۶ء تک رہتا ہے۔ اس دور میں فارسی شاعری اور ادب کو بہت ترقی حاصل ہوئی۔ اس دور

کو دور فردوسی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کیوں کہ اس عہد میں ابوالقاسم فردوسی نے شاہ نامہ لکھا جو اپنے اندر نہ صرف قدیم

ایران کی تاریخ سموئے ہوئے ہے بلکہ زبان و بیان کے اعتبار سے بھی فارسی کا شاہ کار ہے۔ فردوسی نے اپنے شاہ نامے میں منظر

نگاری کرتے ہوئے جزئیات کو یک جا کر کے ایسی تصویریں پیش کی ہیں جنہیں محاکات نگاری کی عمدہ مثالوں کی ذیل میں رکھا جا

سکتا ہے۔ انھوں نے جہاں جہاں بھی قدرتی مناظر کا بیان کیا ہے، وہاں ایسی تصویر کشی کی ہے کہ مناظر آنکھوں کے سامنے جھلکنے

لگتے ہیں۔ ان کی تشبیہات و استعارات نے تصویر کاری کے ضمن میں ان کی بڑی مدد کی ہے۔ فردوسی ایک وطن پرست شاعر

تھے، چنانچہ ان کی تشبیہات اور استعارات ایرانی تمدن کے مظہر ہیں۔ ان کے شاہ نامے کے عربی، اطالوی، جرمن، فرانسیسی

اور انگریزی زبانوں میں متعدد تراجم کیے گئے۔ فردی کے شاہ نامے میں پائی جانے والی تصویر کاری کے حوالے سے ایک

مستشرق ریو جول ویزلال (Rev Joel Waiz Lal) رقم طراز ہیں



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



“The Shahnama: A huge gallery of pictures: It is characteristic id Firdausi that he never digresses and never violates harmony of sounds or senses. His book is a huge gallery of pictures.”(5)

ابوالقاسم حسن بن عنصری، سلطان محمود غزنوی کے دربار کے اہم ترین شاعر تھے۔ انھیں ملک الشعرا کے خطاب سے نوازا گیا۔ ساتھ یہ اعلان بھی کیا گیا کہ جو شاعر بھی قصیدہ لکھ کر لائے وہ پہلے عنصری کو دکھائے۔ عنصری کے قصائد میں واقعہ نگاری کے بے مثال نمونے ملتے ہیں۔ انھوں نے اپنے قصیدوں کی تشبیہ میں زندہ اور متحرک تصویریں تخلیق کی ہیں۔ ان کے دیوان میں قصائد کے علاوہ قطعات، رباعیات اور مثنویاں ملتی ہیں۔ جنگ کے حالات و واقعات کی تصویر کشی میں انھیں کمال حاصل تھا۔

محمود غزنوی کے دربار کے ایک شاعر ابوالحسن بن جولوغ فرخی سیتانی تھے۔ انھوں نے جنگوں میں شرکت کی اور جنگ کے دوران میں جو مناظر ان کی نظروں سے گزرتے، واقعہ نگاری کا حق ادا کرتے ہوئے انھیں وہ بڑی تفصیل کے ساتھ اپنے قصائد میں بیان کر دیتے۔ انھوں نے سلطان کی محفلوں، جشنوں اور رسوم کا مشاہدہ بھی کیا اور اپنے اشعار میں ان کی عکاسی کرتے ہوئے محاکات نگاری کی مثالیں پیش کی ہیں۔ شکار کے مناظر بھی ان کے کلام میں ملتے ہیں۔ فرخی نے لطیف اور عمدہ تشبیہوں کی مدد سے مرقع کشی کی ہے۔ موسم خزاں کے بارے میں انھوں نے ایک قصیدہ لکھا، جس میں چنار کے گرے ہوئے پتوں کو دست حناستہ سے، زرد پتی کو مر جھائے ہوئے رخسار سے اور ٹہنیوں کو نیچے انگلیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ان کے قصائد کے حوالے سے رائے دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"غزنوی دور کے شعرا میں فرخی کے بعض قصائد بہت قابل قدر ہیں۔ کیاں کہ ان میں واقعے اور منظر کا

وصف بوجہ احسن پایا جاتا ہے۔" (6)

منوچہری دامغانی سلطان محمود کے بیٹے سلطان مسعود کے دربار سے وابستہ تھے۔ وہ عرب شاعروں سے متاثر تھے اور ان کی تقلید کرتے تھے۔ مناظر فطرت سے متعلق ان کا مشاہدہ و مطالعہ بہت گہرا تھا۔ چنار چہ انھوں نے مناظر فطرت کی تصویر کشی کرتے ہوئے دل کش، موثر اور حقیقی تصویریں پیش کی ہیں۔ مرزا مقبول بیگ بدخشانی ان کی محاکات نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں:



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



"معلوم ہوتا ہے کہ ایک ماہر نقاش کے ہاتھ میں مو قلم ہے اور وہ کسی قدرتی منظر کو رنگوں کے سانچے میں ڈھال رہا ہے۔ منظر کشی میں نہایت عمدہ تشبیہیں لاتا ہے۔ تشبیہوں میں عالم محسوسات سے بھی استفادہ کرتا ہے اور قوت خیال سے بھی۔" (7)

ایران میں سلجوتی عہد میں شاعروں کے بغیر دربار کو نامکمل سمجھا جاتا تھا۔ اس عہد کے بادشاہ بھی علم و ادب کے بڑے قدردان تھے۔ بادشاہوں کی اس ادب پروری کے باعث خانقاہوں میں بھی شاعری کو رواج حاصل ہوا۔ اس دور کی ابتدائی شاعری میں سامانی اور غزنوی دور کی تقلید نظر آتی ہے، بعد میں شاعر حالیہ رجحانات سے متاثر ہوئے اور ایک منفرد اسلوب سامنے آیا، جسے نقادوں نے سبک عراقی کا نام دیا۔ آہستہ آہستہ سبک خراسانی کی جگہ اس اسلوب کو مقبولیت حاصل ہو گئی۔ اس دور کے مشہور شعر ابابا ہر عریاں، ابو سعید ابوالخیر، خواجہ عبداللہ انصاری اور ابوالفتح عمر خیام ہیں۔ ان کی رباعیات کی وجہ سے انھیں آج بھی منفرد مقام حاصل ہے۔ رباعیات عمر خیام کے اردو، عربی فرانسیسی، جرمنی، ترکی، ڈنمارکی، روسی، سویڈش اور کئی دیگر زبانوں میں تراجم ہوئے۔ ان رباعیوں میں پائی جانے والی تصویر کاری نے مصوروں کی توجہ بھی حاصل کی اور رباعیات عمر خیام کے مصور ایڈیشن منظر عام پر آئے۔ ان رباعیوں میں محاکات کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، جو کہیں کہیں تمثال کاری کا احساس دلاتی ہیں۔ سید اصغر علی شاہ جعفری لکھتے ہیں:

"ان رباعیات کی سب سے بڑی خوبی یہ محسوس کی گئی ہے کہ ان کی تشریح نہ صرف مختلف زبانوں میں کی گئی ہے بلکہ ان کو نہایت ہی دل کش انداز میں مصوری کاروپ دے کر کیونس پر مزین کیا گیا ہے اور بہت سے مصور ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں۔ اس لیے یہ رباعیات نہ صرف پڑھے لکھے لوگوں کے لیے باعث کشش ہیں بلکہ جن حضرات کی نگاہیں عمیق رسائی رکھتی ہیں، ان کے سامنے ان رباعیوں کی نقاشی اور مصوری باعث لطف و سرور ہے اور وہ لوگ ان تصاویر کو دیکھ کر ان رباعیات کی ماہیت کو بطریق احسن سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور ان تصاویر کو دیکھ کر وہ ان رباعیات کے کئی کئی معانی نکال لیتے ہیں۔" (8)

اسد طوسی نے کچھ مثنویاں یادگار چھوڑی ہیں، جن میں سب سے زیادہ قابل ذکر "گر شاسپ نامہ" ہے۔ ایک طرف تو وہ فطری مناظر کی تصویر کشی کرتے ہیں اور دوسرے انھوں نے جنگ کی صورت حال کی منظر کشی کچھ اس انداز سے کی ہے کہ جزئیات کے یک جا ہو جانے سے میدان جنگ کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



قطران تبریزی بھی اس دور کے ایک ایسے شاعر ہیں، جن کی شہرت منظر کشی اور واقعہ نگاری کی وجہ سے ہے۔ انھیں واقعہ نگاری اور منظر کشی پر بڑی دسترس حاصل ہے۔ اس عہد کے ایک شاعر امیر معزی کو قصیدے کی تشبیہ کہنے میں کمال حاصل تھا۔ انھوں نے دل کش تشبیہات اور استعارات کے استعمال سے فطری مظاہر کی منظر نگاری اور واقعہ نگاری میں محاکات کے عمدہ نمونے تخلیق کیے ہیں۔

ادیب صابر، سلطان سنجر کے درباری شاعر تھے۔ ان کے کلام میں بھی محاکات کی مثالیں ملتی ہیں۔ ان سے ایک سال قبل وفات پا جانے والے حکیم سنائی کی بھی اس دور میں بڑی شہرت تھی لیکن پند و نصح پر مبنی ہونے کی وجہ سے ان کے کلام میں تصویر کاری کے نمونے دستیاب نہیں ہوتے۔ اس عہد کے مشہور شاعر مسعود سعد سلمان کا زیادہ تر کلام قید خانے میں تخلیق ہوا ان کی شاعری رنج و الم سے بھرپور ہے لیکن عالی ہمتی بھی ساتھ ساتھ ملتی ہے۔ حالت زار کے بیان اور اندوہ گین زندگی کی تصویر کشی انھوں نے بہ خوبی کی ہے۔ بوالفرج بن مسعود رونی کے قصائد میں بھی محاکات نگاری کی مثالیں ملتی ہیں۔ اوحد الدین محمد انوری اپنے دور کے مشہور شاعر تھے۔ انھیں فردوسی اور سعدی کے ہم پلہ قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے کلام میں بھی تصویر کاری کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔ افضل الدین بدیل خاقانی شیر وانی بھی ایک اہم شاعر تھے۔ ان کا تخیل بہت بلند تھا اور زبان پر بھی انھیں خاص مہارت حاصل تھی۔ واقعہ نگاری میں اپنے فنی کمالات دکھاتے ہوئے انھوں نے احساساتی تصویر میں پیش کی ہیں۔ تصویر کاری کے حوالے سے اس دور کے آخری شاعر نظامی گنجوی ہیں، جو واقعہ نگاری کے ماہر تھے۔ حالات و واقعات کے مطابق تشبیہات و استعارات کے انتخاب سے وہ منظر کشی اس انداز سے کرتے تھے کہ حسیاتی تصویریں وجود میں آجائیں۔ عشقیہ مثنوی میں ان کا ثانی ایران کی ادبی تاریخ میں نہیں ملتا۔ شعری وسائل اور اپنے تخیل کی آمیزش سے وہ تصویروں میں رنگ بھر دیتے۔ حافظ محمود شیرانی لکھتے ہیں:

"نظامی کو ان کی خداداد ذہانت، علمیت اور بلند تخیل نے اپنے معاصرین پر ایک قابل رشک تفوق بخش دیا

ہے۔ صنعت پرستی سے قدرتی لگاؤ رکھتے ہیں۔ خیالات کو رنگین بنانے میں کمال ہے۔" (9)

اس کے بعد عہد مغول شروع ہوتا ہے، جس میں ایلخانی اور تیموری دور بھی شامل ہے۔ ۱۴۰۴ء میں امیر تیمور کی وفات کے بعد خانہ جنگی کے مرحلے سے گزر کر ان کا چوتھا بیٹا شاہ رخ میرزا؛ ہرات، خراسان اور ماورالنہر کے علاقوں میں ایک مستحکم حکومت



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ شاہ رخ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا الغ بیگ تخت نشین ہوا۔ اس سلسلے کا آخری بادشاہ سلطان حسین تھا۔ اس کے بعد شیبانیوں کی حکومت قائم ہوئی، جو بالآخر صفویوں کے ہاتھوں اختتام کو پہنچی۔ پھر ترکمانوں کے دو قبیلوں قراوقونلو اور آک قراوقونلو نے سازشوں کے بل بوتے پر اقتدار حاصل کیا۔ ان سے نبرد آزما ہونے کے بعد شاہ اسماعیل نے ۱۴۹۹ء میں باقاعدہ طور پر صفوی حکومت کی بنیاد رکھی۔

جلال الدین رومی عہد مغول کے مشہور ترین شاعر ہیں۔ ان کی مثنوی کو ایرانی ادب میں نہایت بلند مقام حاصل ہے، جس میں تصوف کے اسرار و موز بیان کیے گئے ہیں۔ خواجہ فرید الدین عطار کا کلام پند و نصائح پر مبنی ہے۔ اس عہد کے دیگر قابل ذکر شعرا میں امام ہرودی کرمانی، مجد، ہمگر، عراقی ہمدانی، شیخ سعدی شیرازی، محمد حافظ شیرازی، ہمام تبریزی، شیخ محمود شبیری، اوحادی مراعی اصفہانی، خواجہ کرمانی، ابن یمن، عبید زاکانی، سلمان ساوجی، کمال خجندی اور نور الدین عبد الرحمن جامی کے نام شامل ہیں۔

درج بالا شعر میں شیخ سعدی کی "بوستان" میں پند و نصائح اور اخلاقی مضامین کے بیان میں مناظر فطرت سے کام لیا گیا ہے۔ اپنے شاعرانہ مسلک کے بارے میں وہ اپنی ایک طویل نظم میں کہتے ہیں:

"مظاہر فطرت کا ذکر اور ان سے اخلاقی اصول کا استنباط اگر شاعر کے دل میں عقیدہ کی پختگی اور اظہار میں

جوش و ولولہ نہ ہو تو مطلوبہ اثر پیدا نہیں ہو سکتا۔" (10)

سلمان ساوجی کے ہاں واقعہ نگاری کے ضمن میں تصویر کاری کے نمونے ملتے ہیں۔ نور الدین عبد الرحمن جامی کی مثنویوں میں بھی تصویر کاری کی مثالیں ملتی ہیں۔ محمد حافظ شیرازی کو مناظر فطرت سے ایک خاص لگاؤ ہے۔ مناظر فطرت کی عکاسی کے ساتھ ان کی غزلوں میں حسن و جمال کے دلکش مرفعے ملتے ہیں۔ کوثر چاند پوری حافظ کی غزلوں پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وہ مناظر قدرت پر جان چھڑکنے کا خوگر ہے۔ رکنا باد کی حسین لہروں سے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ کرتا

ہے اور مصلیٰ میں عطر بیڑ ہواؤں سے دماغ کو معطر کرتا ہے۔ حافظ کی غزلیہ شاعری کا محور ہی حسن شانہ اور

جمال و رعنائی ہے۔ وہ ظاہری خوب صورتی کی عکاسی کریں یا اورائی محبوب کے زلف و رخسار کی تصویر کشی، اس

میں حسن کا ایک مخصوص تصور کار فرما رہتا ہے۔" (11)



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



دور صفویہ میں بلند پایہ شعر کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ صفوی بادشاہوں نے امر اور وسا کے قصیدے لکھنے کی ممانعت کر دی اور حکم دیا کہ قصیدے صرف آئمہ کرام کے ہی لکھے جائیں۔ اس طرح شاعروں کے انعام و کرام کا سلسلہ تو تقریباً ختم ہو گیا اور ایران کے اہم شعر اہندوستان چلے گئے۔ عہد صفوی کے شاعر فغانی شیرازی کو اس اعتبار سے اہمیت حاصل ہوئی کہ انھوں نے سب عراقی کی جگہ سب ہندی کو فروغ دیا۔ قرۃ العین طاہرہ فروغی بسطامی اور ملک الشعرا محمود خان اس عہد کے مشہور شعرا ہیں۔

ہندوستان میں فارسی شاعری کے حوالے سے تیرھویں صدی عیسوی سے تعلق رکھنے والے شاعر امیر خسرو کے نام کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ انھوں نے اپنی نظموں میں محاکات کے عمدہ نمونے پیش کیے ہیں۔ علامہ شبلی نعمانی ان کی شاعری کے اس وصف کے حوالے سے ان کی مثنوی "قران السعدین" کی مثال پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ایشیائی شاعری پر یہ عام اعتراض ہے کہ خاص خاص چیزوں پر نظمیں لکھی گئیں مثلاً قلم کاغذ، کشتی، دریا، شمع، صراحی، جام، خاص خاص میووں اور پھولوں وغیرہ پر ایسی مسلسل اور لمبی نظمیں نہیں ملتیں جن سے ان کی تصویر آنکھوں میں پھر جائے، امیر خسرو نے ایشیائی شاعری کی اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ انھوں نے "قران السعدین" میں اکثر اسی قسم کی نظمیں لکھی ہیں۔" (12)

قران السعدین "میں منظر کشی کا فن اپنے عروج پر ہے۔ پوری مثنوی لفظی تصویر کاری کا شاہ کار ہے۔ ان کی لفظی تصویریں جامع اور بھرپور ہیں۔ فطرت کے حسن و جمال سے انھیں گہرا لگاؤ ہے اور زبان و بیان پر قدرت حاصل ہے۔

ہندوستان میں فارسی ادب کو خوب پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ اہل ایران اسے ثانی دربار ایران سے موسوم کرتے تھے۔ علم دوست بادشاہوں کی کشش شعراے اہل فارس کو یہاں کھینچ لائی۔ ان میں فیضی، عرفی شیرازی، نظیری نیشاپوری، طالب آملی، صائب تبریزی اور قدسی مشہدی کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان شعرا میں سے قدسی کی انفرادیت فن تاریخ گوئی ہے، طالب آملی نے منفرد تشبیہات استعمال کی ہیں اور صائب تبریزی کے اشعار کی نمایاں خصوصیت تمثیل نگاری ہے۔ فیضی بادشاہ اکبر کے دربار میں ملک الشعرا کے مرتبے پر فائز تھے۔ ان کے کلام میں شکوہ لفظی کے ساتھ محاکات نگاری کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔ عرفی شیرازی نے نادر تشبیہات کے استعمال سے مناظر کو حقیقی رنگوں سے نوازا۔ خیال کو تشبیہ کے ذریعے حد دراک تک لانے میں



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



انہیں کمال حاصل تھا۔ ان کا یہ انداز ان کے اشعار کو کہیں کہیں تمثال کاری کے قریب لے آتا ہے۔ نظیری نیشاپوری اس دور کے ایک ایسے شاعر ہیں جن کا ذکر محاکات نگاری اور تمثال کاری کے حوالے سے خاص طور پر کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے داخلی جذبات کے اظہار کے لیے نہ صرف اپنی غزلوں میں علامتوں کا بھرپور استعمال کیا بلکہ خیالی باتوں یا تصورات کی وضاحت کے لیے موزوں تشبیہات سے کام لے کر ایسی تصویر میں پیش کی ہیں جنہیں عمدہ تمثال کاری میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً اپنے اشعار میں انہوں نے:

"امیدوں کے مٹے ہوئے نقوش کو عزیزان شہر کی قبروں سے تشبیہ دی ہے۔ اپنے عروج و زوال کی داستان کو اس

طرح بیان کیا ہے کہ تقدیر نے مجھے بستر نرم سے اٹھا کر خاکستر گرم پر ڈال دیا ہے۔" (13)

جدید ایرانی شاعری میں ادیب پشاوری نے سراپاے محبوب اور قدرتی مناظر کی عمدہ تصویر کشی کی ہے۔ ایرج مرزا کی مثنویوں اور غزلوں میں محاکات نگاری کی عمدہ مثالیں موجود ہیں۔ محمد تقی بہار کے قصائد اور مثنویاں بھی قدرت کی رعنائیوں کی تصویروں سے معمور ہیں۔ انہوں نے فطری مناظر کی تصویر کشی بہت خوبی کے ساتھ کی ہے۔ اپنے قصائد "در وصف مازندان" اور "بہار یہ" کو انہوں نے شعری تصویروں سے نگار خانہ بنا دیا ہے۔ وہ قدرتی مناظر کی لفظی تصویریں محبت کے جذبے کے امتزاج سے تخلیق کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد ان قصائد کے متعلق رقم طراز ہیں:

"در وصف مازندان اور بہار یہ وہ قصائد ہیں جن میں قدرت کی رعنائیوں کی تصویریں ہیں۔ شاعر کی لطافت

تخیل اس کی حسین تشبیہوں سے ظاہر ہے۔" (14)

پروین اعتصامی کی مثنویوں اور قطععات میں محاکات اور تمثیل کی مثالیں ملتی ہیں۔ عارف قزوینی کے قصائد اور غزلیات میں خوش نوا آہنگ کے ساتھ تصویر کاری جھلکتی ہے۔ نادر نادر پور نے بھی اپنی شاعری میں تشبیہات کے استعمال سے مناظر فطرت کی تصویر کشی کی ہے۔ تصویر کاری سے متعلق ان کے رجحان کے بارے میں ن۔م۔م۔ راشد لکھتے ہیں:

"وہ (نادر) بنیادی طور پر تصویر ساز شاعر ہے لیکن اس کی تصویروں کے رنگ ہمیشہ دھمے ہوتے ہیں۔" (15)

میر محمد رضا عشقی کے ہاں بھی مناظر کی تصویر کشی کا رجحان موجود ہے۔ طنزیہ پیرایے میں کہی گئی "اید آل یک نفر پیر مردد دہقان" ان کی نمائندہ نظم ہے۔ اس نظم میں مناظر فطرت کی دل کش عکس گری ملتی ہے۔ نیماوشیج کی شاعری میں تصویریں



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



محاکات کی حدود سے نکل کر تمثال کاری میں داخل ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ ان کی آزاد اور معر انظموں میں تمثالوں کے نمونے دستیاب ہوتے ہیں۔ فرانسیسی زبان و ادب سے واقف ہونے کے باعث ان کی شاعری میں فرانس کے علامت نگار شاعروں کا رنگ نمایاں ہو کر مہم تمثالیں پیش کرتا ہے۔ نیا ایرانی ادب کے مصنف ان کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کلمہ، جملہ، وزن و قافیہ معنی کے اظہار کے لیے ہیں۔ شعر وزن و قافیہ نہیں ہے بلکہ معنی کے اظہار کا وسیلہ

ہے۔ نیا کی شاعری میں یہ تحول فرانسیسی زبان و ادبیات سے آشنائی کے بعد واقع ہوا۔۔۔ وہ علامات کے ذریعے

سوچتا اور اظہار کرتا ہے، اس لیے پیچیدہ ہے اور اس کا سمجھنا دشوار بھی ہے۔" (16)

نیما یوشیج کے ساتھ تمثال کاری کے حوالے سے احمد شاملو کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ان کی نظموں میں حیاتی تمثال کاری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ فارسی کے معاصر شعر کی نظموں میں ایرانی قوم کی رسوم و رواجات کے عکس کے ساتھ سیاسی و سماجی زندگی کی جھلکیاں تمثالوں کے رنگ میں نمایاں ہو رہی ہیں۔ جدید تر فارسی شاعروں میں حیاتی تمثال کاری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔

فارسی شاعری کا ابتدا تا حال جائزہ لیا جائے تو محاکات نگاری اور تصویر کاری کی روایت مسلسل نظر آتی ہے۔ تمثال کاری کا رجحان ایران میں تحریک کی صورت میں نہیں آیا لیکن بین الاقوامی شاعری کے اثرات قبول کرتے ہوئے فارسی کے جدید تر شعرا کے ہاں تمثال کاری رواج پاتی جا رہی ہے۔



Gohar-e-Tahqeeq

HEC "Y" Category

ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935

Vol. 05, Issue. 01, June 2026

Page. 01-11



حوالہ جات

- 1- مرزا مقبول بیگ بدخشانى، "ادب نامہ ایران"، (لاہور: یونیورسٹی بک شاپ طبع سوم، س.ن)، ص ۸۹
- 2- ایضاً، ص 100
- 3- ایضاً، ص 103، 104
- 4- ڈاکٹر محمد صدیق خلیلی، ڈاکٹر محمد ریاض، "فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ"، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، س.ن)، ص ۱۳۲
5. Rev Joel Waiz Lal, "An introductory History of Persian Literature", (Lahore: Atma Ram & Sons, D N), P.88
- 6- ڈاکٹر سید عبداللہ، "فارسی زبان و ادب"، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۷ء)، ص ۴۱
- 7- مرزا مقبول بیگ بدخشانى، "ادب نامہ ایران"، ص ۱۷۹
- 8- سید اصغر علی شاہ (مترجم)، "رباعیات عمر خیام" (لاہور: مکتبہ دانیال، س.ن)، ص ۱۷
- 9- حافظ محمود شیرانی، "تتقید شعر العجم"، (دہلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۴۲ء)، ص ۴۱
- ۱۰- سعید انصاری، "پیش لفظ" مشمولہ بوستان، (مترجم)، مولانا قاضی سجاد حسین، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۶۱ء)، ص ۳
- 11- کوثر چاند پوری، "حافظ اور کلام حافظ"، مشمولہ، دیوان حافظ، مترجم: قاضی سجاد حسین (لاہور: فرید بک سٹال، س.ن)، ص ۱۸
- 12- علامہ شبلی نعمانی، "شعر العجم"، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، س.ن)، جلد دوم، ص ۱۳۵، ۱۳۶
- 13- مرزا مقبول بیگ بدخشانى، "ادب نامہ ایران"، ص ۲۵۶
- 14- ڈاکٹر ظہور الدین، "نیا ایرانی ادب"، (لاہور: ضیائے ادب، ۱۹۹۰ء)، ص ۹۰
- 15- ن.م راشد، "جدید فارسی شاعری" (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۷ء)، ص ۲۴
- 16- مرزا مقبول بیگ بدخشانى، "ادب نامہ ایران"، ص ۱۳۹